بحث قیام میلاد کے بیان میں

اس بحث میں ایک مقدمہ اور دو باب ہیں۔مقدمہ میں قیام کے متعلق ضروری باتیں ہیں۔

مقدمہ

نماز میں دو طرح کی عبادتیں ہیں: قولی اور فعلی۔قولی تو قرآن کریم کی تلاوت، رکوع وسجود کی تسبیح التحیات وغیرہ کا پڑھنا۔اور فعلی عبادات چار ہیں: قیام، رکوع، سجدہ، بیٹھنا۔قیام کے معنیٰ ہیں اس طرح سیدھا ہونا کہ ہاتھ گھٹنوں تک نہ پہنچ سکیں۔رکوع کے معنی ہیں اس قدر جھکنا کہ گھٹنوں تک ہاتھ پہنچ جاویں۔اسی لئے زیادہ کبڑے کے پیچھے تندرست کی نماز جائز نہیں کیونکہ وہ قیام نہیں کرسکتا ہر وقت رکوع میں ہی رہتا ہے۔سجدہ کے معنی ہیں سات اعضاء کا زمین پر لگنا۔دونوں پاؤں کے پنجے، دونوں گھٹنے، دونوں ہتھیلیاں، ناک و پیشانی۔ اسلام سے پہلے دیگر انبیائے کرام کی امتوں میں کسی کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا، رکوع کرنا، سجدہ کرنا اور بیٹھنا ہر کام جائز تھا۔مگر عبادت کی نیت سے نہیں بلکہ تحیۃ وتعظیم کے لئے۔خدائے پاک نے حضرت آدم الصلوٰۃ والسلام کو ملائکہ سے سجدہ تعظیمی کرایا اور یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام اوران کے فرزندوں نے یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدہ تعظیمی کیا (قرآن کریم) مگر اسلام نے تعظیمی قیام اور تعظیماً بیٹھنے کو تو جائز رکھا۔مگر تعظیمی رکوع اور تعظیمی سجدہ حرام کردیا۔معلوم ہوا کہ قرآن وحدیث سے منسوخ ہوتا ہے کیونکہ غیر اللہ کے لئے سجدہ تعظیمی کا ثبوت قرآن سے ہے اوراس کا نسخ حدیث پاک سے ہے۔یہ بھی خیال رہے کہ کسی کے سامنے جھکنا یا زمین پر سر رکھنا جب حرام ہوگا جبکہ رکوع وسجدہ کی نیت سے یہ کام کرے۔لیکن اگر کسی بزرگ کا جوتا سیدھا کرنے یا ہاتھ پاؤں چومنے کے لئے جھکا تو اگرچہ جھکنا تو پایا گیا۔مگر چونکہ اس میں رکوع کی نیت نہیں ہے لہٰذا یہ رکوع نہیں ہاں تاحد رکوع جھک کر سلام کرنا حرام ہے یعنی تعظیماً تاحد رکوع جھکنا حرام اور اگر جھکنا کسی اور کام کے لئے تھا تو اور کام تعظیم کے لئے تو جائز جیسے کہ کسی کے جوتے سیدھے کرنا وغیرہ۔یہ فرق ضرور خیال میں رہے۔بہت ہی باریک ہے۔شامی جلد پنجم کتاب الکراہیۃ باب الاستبراء کے آخر میں ہے۔

الایماء فی السلام الیٰ قریب الرکوع کالسجود و فی المحیط انہ یکرہ الانحناء للسلطٰن وغیرہٖ۔

ترجمہ: اسلام میں رکوع کے قریب جھک کر اشارہ کرنا سجدہ کی طرح ہے (حرام ہے) محیط میں ہے کہ

باشاہ کے سامنے جھکنا مکروہ تحریمی ہے۔

پہلا باب

قیام میلاد کے ثبوت میں

قیام یعنی کھڑا ہونا چھ طرح کا ہے: قیام جائز، قیام سنت، قیام مستحب، قیام مکروہ، قیام حرام۔ ہم ہر ایک کے پہچاننے کا قاعدہ عرض کئے دیتے ہیں، جس سے قیام میلاد کا حال خود بخود معلوم ہو جاوے گا کہ یہ قیام کیسا ہے۔

(۱): دنیاوی ضروریات کے لئے کھڑا ہونا جائز ہے۔ اس کی سیکڑوں مثالیں ہیں۔ کھڑے ہو کر عمارت بنانا اور دیگر دنیاوی کاروبار کرنا وغیرہ۔

فاذا قضیت الصلٰوۃ فانتشروا فی الارض ٥ (جمعہ:۱۰)

ترجمہ: جب نماز جمعہ ہو جاوے تو تم زمین میں پھیل جاؤ۔

پھیلنا بغیر کھڑے ہوئے ناممکن ہے۔

(۲): پنج وقتہ نماز اور واجب نماز میں قیام فرض ہے وقوموا للہ قٰنتین ٥ (بقرہ:۲۳۸) ''اللہ کے سامنے اطاعت کرتے ہوئے کھڑے ہو'' یعنی اگر کوئی شخص قدرت رکھتے ہوئے بیٹھ کر ادا کرے تو نماز نہ ہوگی۔

(۳): نوافل میں کھڑا ہونا مستحب ہے اور بیٹھ کر بھی جائز۔ یعنی کھڑے ہو کر پڑھنے میں ثواب زیادہ ہے۔

(۴): چند موقعوں پر کھڑا ہونا سنت ہے: اولاً تو کسی دینی عظمت والی چیز کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا اسی لئے آب زم زم اور وضو کے بچے ہوئے پانی کو کھڑے ہو کر پینا مسنون ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ پاک پر اللہ حاضری نصیب فرماوے تو نماز کی طرح ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا سنت ہے۔ عالمگیری جلد اول آخر کتاب الحج آداب زیارت قبر النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام میں ہے:

ویقف کما یقف فی الصلوٰۃ و یمثل صورۃ الکریمۃ بھیتہ کانہ نائم فی لحدہٖ عالم بہٖ یسمع کلامہ٥

ترجمہ: روضہ مطہرہ کے سامنے ایسے کھڑا ہو جیسے کہ نماز میں کھڑا ہوتا ہے اور اس جمال پاک کا نقشہ ذہن میں جمائے گویا کہ وہ سرکار اپنی قبر انوار میں آرام فرما ہیں، اس کو جانتے ہیں اور اس کی بات سنتے ہیں۔

اسی طرح مومنین کی قبروں پر فاتحہ پڑھے تو قبلہ کو پشت اور قبر کی طرف منہ کر کے کھڑا ہونا سنت ہے۔عالمگیری کتاب الکراھیۃ باب زیارت القبور میں ہے:

یخلع نعلیه ثم یقف مستدبر القبلة مستقبلا لوجه المیت ٥

ترجمہ: اپنے جوتے اتار دے اور کعبہ کی طرف پشت اور میت کے چہرے کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو۔

روضہ پاک،آب زم زم،وضو کا پانی،قبر مومن سب متبرک چیز یں ہیں۔ان کی تعظیم قیام سے کرائی گئی۔دوسرے جب کوئی دینی پیشوا آئے تو اس کی تعظیم کے لئے کھڑا ہوجانا سنت ہے۔اسی طرح جب دینی پیشوا سامنے کھڑا ہوتو اس کے لئے کھڑے رہنا سنت اور بیٹھے رہنا بےادبی ہے۔مشکوٰۃ جلداول کتاب الجہاد باب حکم الاسراء اور باب القیام میں ہے کہ جب سعد ابن معاذ رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں حاضر ہوئے تو حضورعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے انصار کو حکم دیا:قوموا الیٰ سیدکم ٥ ''اپنے سردار کے لئے کھڑے ہوجاؤ۔'' یہ قیام تعظیمی تھا نہ کہ ان کو محض مجبوری کی وجہ سے قیام کرایا گیا۔نیز گھوڑے سے اتارنے کے لئے ایک صاحب ہی کافی تھے۔سب کو کیوں فرمایا کہ کھڑے ہوجاؤ۔نیز گھوڑے سے اتارنے کے لئے تو حاضرین مجلس پاک میں سے کوئی بھی چلا جاتا،خاص انصار کو کیوں حکم فرمایا۔ماننا پڑے گا کہ یہ قیام تعظیمی ہی تھا۔اور حضرت سعد انصار کے سردار تھے۔ان سے تعظیم کرائی گئی۔جن لوگوں نے الیٰ سے دھوکا کھا کر کہا ہے یہ قیام بیماری کے لئے تھا وہ اس آیت میں کیا کہیں گے:اذا قمتم الی الصلوٰۃ ٥ ''کیا نماز بھی بیمار ہے کہ اس کی امداد کے لئے کھڑا ہونا ہے۔'' اشعۃ اللمعات میں اسی حدیث کے ماتحت ہے:

حکمت و مراعات توقیر و اکرام سعد دریں مقام و امربه تعظیم و تکریم او دریں جابرائے آں باشد که اورا برائے حکم کردن طلبیده بودند پس شان او دریں مقام اولیٰ وانسب باشد۔

ترجمہ: اس موقع پر سعد کی تعظیم کرانے میں یہ حکمت ہوگی کہ ان کو بنی قریظہ پر حکم فرمانے کے لئے بلایا تھا۔اس جگہ ان کی شان کا اظہار بہتر اور مناسب تھا۔

مشکوٰۃ باب القیام میں بروایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہے:

فاذا قام قمنا قیاما حتیٰ نراہ قد دخل بعض بیوت ازواجه٥

ترجمہ: جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مجلس سے اٹھتے تو ہم بھی کھڑے ہوجاتے تھے یہاں تک کہ ہم

دیکھ لیتے تھے کہ آپ اپنی کسی بیوی پاک کے گھر میں داخل ہوگئے۔

اشعۃ اللمعات کتاب الادب باب القیام میں زیر حدیث قوموا الیٰ سیدکمo ہے۔

اجماع کردہ اند جماہیر علماء بایں حدیث براکرام اھل فضل از علم باصلاح یا شرف بقیام و نووی گفتہ کہ ایں قیام مراھل فضل را وقت قدوم آوردن ایشاں مستحب است و احادیث دریں باب ورود یافتہ و در نہی ازاں صریحاً چیزے صحیح نہ شدہ از قنیہ نقل کردہ کہ مکروہ نیست قیام جالس از برائے کسے کہ درآمدہ است بروئے بجہت تعظیم۔

ترجمہ: اس حدیث کی وجہ سے جمہور علماء نے علمائے صالحین کی تعظیم کرنے پر اتفاق کیا ہے۔نووی نے فرمایا کہ بزرگوں کی تشریف آوری کے وقت کھڑا ہونا مستحب ہے اس بارے میں احادیث آئی ہیں اور اس کی ممانعت میں صراحۃً کوئی حدیث نہیں آئی۔قنیہ سے نقل کیا کہ بیٹھے ہوئی آدمی کا کسی آنے والے کی تعظیم کے لئے کھڑا ہوجانا مکروہ نہیں۔

عالمگیری کتاب الکراہیۃ باب ملاقات الملوک میں ہے:

تجوز الخدمۃ بغیر اللہ تعالیٰ بالقیام و اخذ الیدین و الانہناءo

ترجمہ: غیر خدا کی عظمت کرنا کھڑے ہوکر مصافحہ کرکے جھک کر ہر طرح جائز ہے۔

اس جگہ جھکنے سے مراد حد رکوع سے کم جھکنا ہے۔تا حد رکوع جھکنا تو ناجائز ہے جیسا کہ ہم مقدمہ میں عرض کر چکے۔

درمختار جلد پنجم کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء کے آخر میں ہے:

یجوز بل یندب القیام تعظیماً للقادم کما یجوز القیام ولو للقاری بین یدی العالمo

ترجمہ: آنے والے کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوجانا جائز بلکہ مستحب ہے، جیسے کہ قرآن پڑھنے والے کو عالم کے سامنے کھڑا ہوجانا جائز ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ تلاوت قرآن کی حالت میں بھی کوئی عالم دین آجاوے تو اس کے لئے کھڑا ہوجانا مستحب ہے۔اس کے ماتحت شامی میں ہے:

وقیام قاری القراٰن لمن یجیء تعظیماً لا یکرہ اذا کان ممن یستحق التعظیمo

ترجمہ: قرآن پڑھنے والے کا آنے والے کی تعظیم کے لئے کھڑا ہو جانا مکروہ نہیں جبکہ وہ تعظیم کے لائق ہو۔

شامی جلد اول باب الامامت میں ہے کہ اگر کوئی شخص مسجد میں صف اول میں جماعت کے انتظار میں بیٹھا ہے۔ اور کوئی عالم آدمی آگیا اس کے لئے جگہ چھوڑ دینا خود پیچھے ہٹ جانا مستحب ہے بلکہ اس کے لئے پہلی صف میں نماز پڑھنے سے یہ افضل ہے۔ یہ تعظیم تو علماء امت کی ہے۔ لیکن صدیق اکبر نے تو عین نماز پڑھاتے ہوئے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تشریف لاتے دیکھا تو خود مقتدی بن گئے۔ اور بیچ نماز میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام امام ہوئے۔ (مشکوٰۃ باب ما علی الماموم) ان امور سے معلوم ہوا کہ بزرگان دین کی تعظیم عبادت کی حالت میں بھی کی جاوے۔

مسلم جلد دوم باب حدیث توبہ ابن مالک کتاب التوبہ میں ہے:

فقام طلحة ابن عبیدالله یهرول حتیٰ صافحنی وهنانی o

ترجمہ: پس طلحہ ابن عبیداللہ کھڑے ہو گئے اور دوڑتے ہوئے آئے مجھ سے مصافحہ کیا اور مبارک باد دی۔

اس جگہ نووی میں ہے:

فیه استحباب مصافحة القادم و القیام لاکراما و الهرولة الیٰ لقادهٖ o

ترجمہ: اس سے ثابت ہوا کہ آنے والے سے مصافحہ کرنا، اس کی تعظیم کو کھڑا ہونا، اس کے ملنے کے لئے دوڑنا مستحب ہے۔

تیسرے جبکہ کوئی اپنا پیارا آجاوے تو اس کی خوشی میں کھڑا ہو جانا، ہاتھ پاؤں چومنا سنت ہے مشکوٰۃ کتاب الادب باب المصافحہ میں ہے کہ زید ابن حارثہ دروازہ پاک مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حاضر ہوئے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔

فقام الیه رسول الله صلی الله علیه وسلم عریانا فاعتنقه و قبله o

ترجمہ: ان کی طرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بغیر چادر شریف کے کھڑے ہو گئے اور پھر ان کو گلے لگا لیا اور بوسہ دیا۔

مشکوٰۃ اسی باب میں ہے کہ جب حضرت خاتون جنت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوتیں۔ قام الیها فاخذ بیدها فقبلها و اجلسها فی مجلسهٖ o

''ان کے لئے کھڑے ہو جاتے اور ان کا ہاتھ پکڑ کر ان کو چومتے اور اپنی جگہ ان کو بٹھاتے'' اسی طرح حضور علیہ

الصلوٰۃ والسلام فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے جاتے ۔تو آپ بھی کھڑی ہو جاتیں اور ہاتھ مبارک پر بوسہ دیتیں اور اپنی جگہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بٹھا لیتیں۔

مرقات باب المشی بالجنازۃ فصل دوم میں ہے:

فیه ایماء الی ندب القیام لتعظیم الفضلآء و الکبراءo

ترجمہ: معلوم ہوا کہ فضلاء کے لئے قیام تعظیمی جائز ہے۔

چوتھے جبکہ کوئی پیارے کا ذکر سنے یا اور خوشی کی خبر سنے تو اسی وقت کھڑا ہو جانا مستحب اور سنت صحابہ وسنت سلف ہے۔

مشکوٰۃ کتاب الایمان فصل ثالث میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ کو صدیق اکبر نے ایک خوشخبری سنائی۔

فقمت الیه و قلت له بابی انت و امی انت احق بهاo

ترجمہ: تو میں کھڑا ہو گیا اور میں نے کہا کہ آپ پر میرے ماں باپ پر قربان ہوں آپ ہی اس لائق ہیں۔

تفسیر روح البیان پارہ ۲۶ سورہ فتح زیر آیت: محمد رسول اللہ (فتح:۲۹) ہے کہ امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس مجمع علماء موجود تھا کہ ایک نعت خواں نے نعت کے دو شعر پڑھے۔

فعند ذٰلك قام الامام السبکی و جمیع من بالمجلس فحصل انس عظیم بذٰلك المجلسo

ترجمہ: تو فوراً امام سبکی اور تمام حاضرین مجلس کھڑے ہو گئے اور اس مجلس میں بہت ہی لطف آیا۔

پانچویں کوئی کافر اپنی قوم کا پیشوا ہو اور اس کے اسلام لانے کی امید ہو تو اس کے آنے پر اس کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا سنت ہے۔چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام لانے کے لئے حاضر خدمت ہوئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کھڑے ہو کر ان کو اپنے سینہ پاک سے لگایا۔(کتب تواریخ)

عالمگیری کتاب الکراہیۃ باب اہل الذمہ میں ہے:

اذا دخل ذمی علیٰ مسلم فقام له طمعافی اسلامهٖ فلا باسo

ترجمہ: کوئی ذمی کافر مسلمان کے پاس آیا مسلمان اس کے اسلام کی امید پر اس کے لئے کھڑا ہو گیا تو

جائز ہے۔

(۵): چند جگہ قیام مکروہ ہے۔ اولاً آب زم زم اور وضو کے سوا اور پانی کو پیتے وقت کھڑا ہونا بلا عذر مکروہ ہے۔ دوسرے، دنیادار کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا دنیاوی لالچ سے بلا عذر مکروہ ہے۔ تیسرے، کافر کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا اس کی مالداری کی وجہ سے مکروہ ہے۔ عالمگیری کتاب الکراہیۃ باب الذمہ میں ہے۔

وان قام له من غیران ینوی شیئا مما ذکرنا اوقام طمعا لغناه کراه له ذٰلکo

ترجمہ: اگراس کے لئے سوائے مذکورہ صورتوں کے کھڑا ہو یا اس کی مالداری کے طمع میں کھڑا ہوا تو مکروہ ہے۔

چوتھے جو شخص اپنی تعظیم کرانا چاہتا ہو اس کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا منع ہے۔ پانچویں اگر کوئی بڑا آدمی درمیان میں بیٹھا ہو اور لوگ اس کے آس پاس دست بستہ کھڑے ہوں۔ تو اس طرح کھڑا ہونا سخت منع ہے۔ اپنے لئے قیام پسند کرنا بھی منع ہے اس کے حوالے دوسرے باب میں آویں گے انشاءاللہ یہ تقسیم خیال میں رہے۔

جب یہ تحقیق ہو چکی تو اب پتا لگ گیا کہ میلا د پاک میں ذکر ولادت کے وقت قیام کرنا، سنت صحابہ اور سنت سلف صالحین سے ثابت ہے کیونکہ ہم قیام سنت میں چوتھا قیام وہ بتا چکے کہ جو خوشی کی خبر پا کر یا کسی پیارے کے ذکر پر ہو۔ اور پہلا قیام وہ بتایا جو کسی دینی عظمت والی چیز کی تعظیم کے لئے ہے دوسرے اس لئے کہ ذکر ولادت سے بڑھ کر مسلمان کے لئے کونسی خوشی ہو سکتی ہے اور خوشی کی خبر پر قیام مسنون ہے، تیسرے نبی کریم سے بڑھ کر مسلمان کے نزدیک کون محبوب ہے، وہ جان، اولاد، ماں، باپ، مال متاع سب سے زیادہ محبوب ہے ﷺ۔ ان کے ذکر پر کھڑا ہونا سنت سلف الصالحین ہے۔ چوتھے اس لئے کہ ولادت پاک کے وقت ملائکہ در دولت پر کھڑے ہوئے تھے۔ اس لئے ولادت کے ذکر پر کھڑا ہونا فعل ملائکہ سے مشابہ ہے۔ پانچویں اس لئے کہ ہم بحث میلا د میں حدیث سے ثابت کر چکے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے اوصاف اور اپنا نسب شریف منبر پر کھڑے ہو کر خود بیان فرمایا: تو اس قیام کی اصل مل گئی۔ چھٹے اس لئے کہ شریعت نے اس کو منع نہ کیا اور ہر ملک کے عام مسلمان اس کو ثواب سمجھ کر کرتے ہیں اور جس کام کو مسلمان اچھا جانیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔ ہم اس کی تحقیق بحث میلا د اور بحث بدعت میں کر چکے ہیں۔ نیز پہلے عرض کر چکے ہیں کہ مسلمان جس کام کو مستحب جانیں۔ وہ شریعت میں مستحب ہے شامی جلد سوم کتاب الوقف، وقف منقولات کی بحث میں فرماتے ہیں:

لان التعامل یترك به القیاس لحدیث ماراه المومنون حسنا فهو عندالله حسنo

ترجمہ: یعنی دیگچی و جنازہ وغیرہ کا وقف قیاساً ناجائز ہونا چاہیئے مگر چونکہ عام مسلمان اس کے عامل ہیں لہٰذا قیاس چھوڑ دیا گیا اور اسے جائز مانا گیا۔ دیکھو عامۃ المسلمین جس کام کو اچھا سمجھنے لگیں۔ اور اس کی حرمت کی نص نہ ہو تو قیاس کو چھوڑنا لازم ہے۔

درمختار جلد پنجم کتاب الاجارات باب اجارات الفاسدہ میں ہے:

وجاز اجارۃ الحمام لانہ علیہ السلام دخل حمام الحجفۃ وللعرف وقال النبی علیہ السلام ماراٰہ المومنون حسنا فھو عنداللہ حسن٥

ترجمہ: حمام کا کرایہ جائز ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شہر جحفہ کے حمام میں تشریف لے گئے اور اس لئے کہ عرف جاری ہو گیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جس کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ عنداللہ اچھا ہے۔

اس کے ماتحت شامی میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جحفہ کے حمام میں داخل ہونے کی روایت سخت ضعیف ہے۔ بعض نے کہا کہ موضوع ہے۔ لہٰذا اب حمام کے جائز ہونے کی دلیل صرف ایک رہ گئی یعنی عرف عام، تو ثابت ہوا کہ جو کام مسلمان عام طور پر جائز سمجھ کر کریں وہ جائز ہے۔

شامی میں اسی جگہ ہے:

لان الناس فی سائر الامصار یدفعون اجرۃ الحمام فدل اجماعھم علیٰ جواز ذٰلك وان کان القیاس یاباہ٥

ترجمہ: کیونکہ تمام شہروں میں مسلمان لوگ حمام کی اجرت دیتے ہیں پس ان کے اجماع سے اس کا جائز ہونا معلوم ہوا اگرچہ یہ خلاف قیاس ہے۔

ثابت ہوا کہ حمام کا کرایہ قیاساً جائز نہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ خبر نہیں ہوتی کہ کتنا پانی خرچ ہوگا اور کرایہ میں نفع و اجرت معلوم ہونا ضروری ہے لیکن چونکہ مسلمان عام طور پر اس کو جائز سمجھتے ہیں۔ لہٰذا یہ جائز ہے۔ قیام میلاد کو بھی عام مسلمان مستحب سمجھتے ہیں لہٰذا مستحب ہے۔ ساتویں اس لئے کہ رب تعالیٰ فرماتا ہے:

وتعزروہ وتوقروہ٥ (فتح:۹)

ترجمہ: اے مسلمانوں ہمارے نبی کی مدد کرو اور انکی تعظیم کرو۔

تعظیم میں کوئی پابندی نہیں بلکہ جس زمانہ میں اور جس جگہ جو طریقہ بھی تعظیم کا ہو اس طرح کرو بشرطیکہ شریعت نے اس کو حرام نہ کیا ہو جیسے کہ تعظیمی سجدہ و رکوع اور ہمارے زمانہ میں شاہی احکام کھڑے ہو کر بھی پڑھے جاتے ہیں لہٰذا محبوب کا ذکر بھی کھڑے ہو کر کرنا چاہیئے۔ دیکھو **وکلوا وشربوا ٥** میں مطلقاً کھانے پینے کی اجازت ہے کہ ہر حلال غذا کھاؤ پیو تو بریانی، زردہ، قورما سب ہی حلال ہوا، خواہ خیرالقرون میں ہو یا نہ ہو۔ ایسے ہی **وتوقروه ٥** کا مرمطلق ہے کہ ہر قسم کی جائز تعظیم کرو۔ خیرالقرون سے ثابت ہو یا نہ ہو۔ آٹھویں اس لئے کہ رب تعالیٰ فرماتا ہے:

ومن یعظم شعآ ئر اللہ فانھا من تقوی القلوب ٥ (حج:۳۲)

ترجمہ: اور جو شخص اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دل کے تقویٰ سے ہے۔

روح البیان نے زیر آیت: **وتعاونوا علی البر و التقوٰی ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان ٥** (مائدہ:۲) لکھا کہ جس چیز کو دینی عظمت حاصل ہو وہ شعائر اللہ ہیں۔ انکی تعظیم کرنا ضروری ہے جیسے کہ بعض مہینے، بعض دن و مقامات، بعض اوقات وغیرہ۔ اسی لئے صفا و مروہ، کعبہ معظّمہ، ماہ رمضان، شب قدر کی تعظیم کی جاتی ہے اور ذکر ولادت بھی شعائر اللہ ہے لہٰذا اس کی تعظیم بھی بہتر ہے اور وہ قیام سے حاصل ہے۔ ہم نے آٹھ دلائل سے اس قیام کا مستحب ہونا ثابت کیا۔ مگر مخالفین کے پاس خدا چاہے تو ایک بھی دلیل حرمت نہیں۔ محض اپنی رائے سے حرام کہتے ہے۔

دوسرا باب

قیام میلاد کے ثبوت میں

اعتراض ۱: چونکہ میلاد کا قیام اول تین زمانوں میں نہیں تھا۔ لہٰذا بدعت ہے اور ہر بدعت حرام ہے حضور کی وہ ہی تعظیم کی جاوے جو کہ سنت سے ثابت ہو۔ اپنی ایجادات کو اس میں دخل نہ ہو۔ کیا ہم کو بمقابلہ صحابہ کرام حضور سے زیادہ محبت ہے جب انہوں نے قیام نہ کیا تو ہم کیوں کریں۔

جواب: بدعت کا جواب تو بار ہا دیا جا چکا ہے کہ ہر بدعت حرام نہیں۔ رہا یہ کہنا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وہ ہی تعظیم کی جاوے جو سنت سے ثابت ہو۔ کیا یہ قاعدہ صرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم کے لئے ہے یا دیگر علمائے دیوبند وغیرہ کے لئے بھی۔ یعنی عالم کتاب مدرسہ تمام چیزوں کی وہ ہی تعظیم ہونی چاہیئے جو سنت سے ثابت ہے تو علماء دیوبند کی آمد پر سٹیشن پر جانا، ان کے گلوں میں ہار پھول ڈالنا، ان کے لئے جلوس نکالنا، جھنڈیوں سے راستہ اور جلسہ گاہ

سجانا، کرسیاں لگانا، وعظ کے وقت زندہ باد کے نعرے لگانا، مسند اور قالین بچھانا وغیرہ اس طرح کی تعظیم کا آپ کوئی ثبوت پیش کر سکتے ہیں کہ صحابہ کرام نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایسی تعظیم کی ہو، نہیں پیش کر سکتے۔ تو فرمایئے کہ یہ تعظیم حرام ہے یا حلال۔ لہٰذا آپ کا یہ قاعدہ ہی غلط ہے۔ بلکہ رکوع وسجدہ ومحرمات کے علاوہ جس تعظیم کا جس ملک میں رواج ہو وہ جائز ہے اور جذبہ دل جس طرف راہبری کرے وہ عبادت ہے۔ لکھنو میں مہتر بھنگی کو کہتے ہیں۔ اور فارسی اور بعض جگہ اردو میں بھی مہتر بمعنی سردار بولا جاتا ہے جیسے چترال کے نواب کو مہتر چترال کہتے ہیں۔ لکھنو میں جو شخص یہ کلمہ مہتر کسی نبی کے لئے استعمال کرے وہ کافر ہے۔ اور چترال میں اور فارسی میں نہیں۔ ہر ملکے ہر رسمے۔

هندیاں را اصطلاح هند مدح   سندهیاں را اصطلاح سنده مدح

مرقاۃ واشعۃ اللمعات کے مقدمہ میں امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال میں لکھتے ہیں کہ آپ مدینہ پاک کی زمین پاک میں کبھی گھوڑے پر سوار نہ ہوئے اور جب حدیث بیان فرماتے تو غسل کرتے، عمدہ لباس پہنتے، خوشبو لگاتے اور ہیبت ووقار سے بیٹھتے تھے۔ کہئے مدینہ پاک یا حدیث شریف کی یہ تعظیم کسی صحابی نے کی تھی؟ نہیں۔ مگر امام مالک کا جذبہء دل ہے، عین ثواب ہے۔

تفسیر روح البیان زیر آیت: ما کان محمدابا احد من رجا لکم ٥ (احزاب:۴۰) ہے کہ ایاز کے فرزند کا نام محمد تھا۔ سلطان اس کا نام لے کر پکارتے تھے ایک روز غسل خانے میں جا کر فرمایا کہ اے ایاز کے بیٹے! پانی لا۔ ایاز نے عرض کیا کہ حضور کیا قصور ہوا کہ غلام زادے کا نام نہ لیا۔ فرمایا کہ ہم اس وقت بے وضو تھے اس مبارک نام کو بے وضو نہیں لیا کرتے۔

هزار بار بشویم دهن بمشك و گلاب   هنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

کہئے یہ تعظیم کہاں ثابت ہے؟ کہئے کیا سلطان محمود اور امام مالک رحمہما اللہ کو صحابہ کرام سے زیادہ عشق رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام تھا۔

اعتراض ۲: اگر ذکر رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم منظور ہے تو ذکر پر کھڑے ہو جایا کرو۔ اور میلاد شریف میں اول سے ہی کھڑے رہا کرو۔ یہ کیا کہ پہلے بیٹھے اور بعد کو بیٹھے درمیان میں کھڑے ہو گئے۔

جواب: یہ تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اگر کسی کو اللہ توفیق دے اور ہر ذکر کھڑے ہو کر کرے اور میلاد شریف از

اول تا آخر کھڑے کھڑے پڑھا کرے تو ہم منع نہیں کریں گے۔خواہ ہر وقت کھڑے ہو یا بعض وقت، ہر طرح جائز ہے ۔اعلیٰ حضرت قدس سرہ کتب حدیث کھڑے ہوکر پڑھایا کرتے تھے دیکھنے والوں نے ہم کو بتایا کہ خود بھی کھڑے ہوتے، پڑھنے والے بھی کھڑے ہوتے تھے ان کا یہ فعل بہت ہی مبارک تھا مگر چونکہ از اول تا آخر کھڑا ہونا عوام کو دشوار ہوگا۔اس لئے صرف ولادت کے ذکر کے وقت کھڑے ہوجاتے ہیں۔نیز بیٹھے بیٹھے بعض لوگ اونگ بھی جاتے ہیں کھڑا کر کے صلوٰۃ وسلام پڑھ لو۔تاکہ نیند جاتی رہے،اسی لئے اس وقت عرق گلاب وغیرہ چھڑکتے ہیں تاکہ پانی سے نیند اڑ جاوے۔کیوں صاحب! نماز میں بعض ذکر تو آپ کھڑے ہوکر کرتے ہیں اور بعض رکوع میں اور بعض سجدے میں اور بیٹھ کر ہر ذکر کھڑے ہوکر ہی کیوں نہ کیا؟ نیز جب التحیات میں: اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ o پڑھتے ہیں تو حکم ہے کہ انگلی کا اشارہ کرے۔اور ہزارہا موقعوں پر آپ یہ ہی کلمہ پڑھتے ہو۔انگلی کیوں نہیں ہلاتے؟ صوفیہ کرام بعض وظائف میں کچھ اشاروں کی قید لگاتے ہیں۔مثلاً جب مقدمہ میں حاکم کے سامنے جاوے تو کٓھٰیٰعٓصٓ o اس طرح پڑھے کہ اس کے ہر حرف پر ایک انگلی بند کردے کاف پر، ھا پر، ی پر وغیرہ پھر حٰمٓ o عٓسٓقٓ o پڑھے ہر ایک پر ایک انگلی کھولے پھر حاکم کی طرف دم کردے،تو جب تلاوت قرآن کے دوران یہ کلمے آتے ہیں تو یہ اشارہ کیوں نہیں۔اور یہ اشارے صحابہ کرام سے کہاں ثابت ہیں۔حزب البحر وغیرہ پڑھنے والے حضرات بعض مقامات پر خاص اشارے کرتے ہیں۔اور موقعوں پر کیوں نہیں کرتے۔نیز طواف خانہ کعبہ میں پہلے طواف کے چار چکروں میں اضطباع بھی کرتے ہیں اور رمل بھی، بعد میں کیوں نہیں کرتے؟ اس قسم کے صدہا سوالات کئے جاسکتے ہیں۔امام بخاری نے بعض احادیث کو اسناداً بیان کیا۔بعض کو تعلیقاً سب کو یکساں کیوں نہ بیان کیا۔بھلا ان جیسی باتوں سے حرمت ثابت ہوسکتی ہے؟

اعتراض ۳: لوگوں نے قیام میلاد کو ضروری سمجھ لیا ہے کہ نہ کرنے والوں پر طعن کرتے ہیں اور غیر ضروری کو ضروری سمجھنا ناجائز ہے لہٰذا قیام ناجائز ہے۔

جواب: یہ مسلمانوں پر محض بہتان ہے کہ وہ قیام میلاد کو واجب سمجھتے ہیں۔نہ کسی عالم دین نے لکھا کہ قیام واجب ہے اور نہ تقریروں میں کہا۔عوام بھی یہ ہی کہتے ہیں کہ قیام اور میلاد شریف کار ثواب ہے۔پھر آپ ان پر واجب سمجھنے کا کس طرح الزام لگاتے ہیں! اگر کوئی واجب سمجھے بھی تو اس کا یہ سمجھنا برا ہوگا نہ کہ اصل قیام حرام ہوجاوے۔نماز میں درود شریف پڑھنا امام شافعی صاحب ضروری سمجھتے ہیں احناف غیر واجب تو ہمارے نزدیک ان کا یہ قول صحیح نہ ہوگا۔نہ یہ کہ درود نماز ہی منع ہوجاوے۔اس کی تحقیق حاجی امداد اللہ صاحب نے "ہفت مسئلہ" میں خوب کی ہے۔رہا یہ کہ

مسلمان اس کو پابندی سے کرتے ہیں اور نہ کرنے والے کو وہابی کہتے ہیں یہ بالکل درست ہے۔ مشکوٰۃ باب القصد فی العمل میں ہے۔ احب الاعمال الی اللہ ادمھا و ان قل اللہ o کے نزدیک اچھا کام وہ ہے جو کہ ہمیشہ ہو۔ اگر چہ تھوڑا ہو ہر کار خیر کو پابندی سے کرنا مستحب ہے مسلمان ہر عید کو اچھے کپڑے پہنتے ہیں ہر جمعہ کو غسل کرتے ہیں، خوشبو لگاتے ہیں۔ مدارس میں ہر رمضان و جمعہ میں چھٹی کرتے ہیں۔ ہر سال امتحان لیتے ہیں۔ مسلمان ہر رات کو سوتے ہیں۔ ہر دو پہر کو کھانا کھاتے ہیں تو کیا ان کو واجب سمجھتے ہیں یا پابندی وجوب کی علامت ہے۔ رہا قیام نہ کرنے والوں کو وہابی سمجھنا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ فی زمانہ ہندوستان میں یہ وہابیوں کی علامت ہوگئی ہے۔ اہل ایمان کی ہر زمانہ میں علامات مختلف رہی ہیں اور حسب زمانہ علامات کفار سے بچنا اور علامت اہل ایمان اختیار کرنا ضروری ہے۔ اول اسلام میں فرمایا گیا کہ جس نے لا الــہ الا اللہ کہہ لیا جنتی ہوگیا (مشکوٰۃ کتاب الایمان:) کیونکہ اس وقت کلمہ پڑھنا ہی اہل ایمان کی علامت تھی۔ پھر جب کلمہ گویوں میں منافق پیدا ہوئے تو قرآن پاک نے فرمایا کہ آپ کے سامنے منافق آ کر کہتے ہیں کہ ہم گواہ ہیں کہ آپ رسول اللہ ہیں۔ اللہ بھی جانتا ہے کہ آپ رسول اللہ ہیں لیکن خدا گواہ ہے کہ منافق جھوٹے ہیں کہئے بات تو سچی کہہ رہے ہیں مگر ہیں جھوٹے۔ پھر حدیث میں آیا کہ ایک قوم نہایت ہی عبادت گزار ہوگی۔ مگر دین سے ایسے نکل جائیں گے جیسے تیر شکار سے۔ نیز حدیث میں آیا کہ خارجی کی پہچان سر منڈنا ہے (دیکھو دونوں حدیثیں مشکوٰۃ کتاب القصاص باب قتل اہل الردہ) یہ تین امور تین زمانوں کے اعتبار سے ہیں۔ شرح فقہ اکبر میں ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ کسی نے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ سنی کی علامت کیا ہے؟ فرمایا: حــب الختنین و تفصیل الشیخین و المسح علی الخفین o ''دامادوں یعنی سیدنا علی و عثمان سے محبت رکھنا۔ شیخین صدیق و فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تمام پر افضل جاننا اور چمڑے کے موزے پر مسح کرنا۔'' تفسیرات احمدیہ میں سورہ انعام زیر آیت: وان ھــذا صــراطــی مستقیــماًo (۱۵۳) ہے کہ سیدنا عبداللہ ابن عباس نے فرمایا کہ جس میں دس عادات ہوں وہ سنی ہے:

تفصیل الشیخین و توقیر الختنین و تعظیم القبلتین و الصلوٰۃ علی الجنازتین و الصلوٰۃ خلف المامین و ترك الخروج علی الا مامین و المسح علی الخفین و القول بالتقدیرین والا مساك عن الشهادتین، واداء الفریضتینo

مرقات شروع باب المسح علی الخفین میں ہے:

سئل النس ابن مٰلك عن علامة اهل السنة و الجماعة فقال ان تحب الشيخين و لا تطعن الختنين و تمسح على الخفينo

ترجمہ: حضرت انس بن مالک سے اہل سنت والجماعت کی نشانی کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ شیخین یعنی حضرت صدیق و فاروق سے محبت کرے دامادوں یعنی حضرت عثمان و علی پر طعن نہ کرے اور موزوں پر مسح کرے۔

درمختار باب المیاہ میں ہے:

ان لتوضی من الحوض افضل رغما للمعتزلةo

ترجمہ: حوض سے وضو کرنا افضل ہے معتزلہ کو جلانے کے لئے۔

اسی جگہ شامی میں ہے:

لان المعتزلة لا يجيزونه من الحياض فنر غمهم بالوضوء منهاo

ترجمہ: یعنی معتزلہ حوض سے وضو کرنے کو نا جائز کہتے ہیں۔ لہٰذا ہم ان کو حوض سے وضو کرکے جلائیں گے۔

دیکھو حوض سے وضو کرنا، چمڑے کے موزے پر مسح کرنا، وغیرہ واجبات میں سے نہیں لیکن چونکہ اس زمانہ میں اس کے منکر پیدا ہو گئے تھے۔ لہٰذا ان کو سنی کی پہچان قرار دیا۔ اسی طرح قیام میلاد فاتحہ وغیرہ واجبات میں نہیں۔ مگر چونکہ اس کے منکر پیدا ہو گئے ہیں لہٰذا فی زمانہ یہ ہندوستان میں سنی ہونے کی علامت ہے۔ اور مجلس میلاد میں اکیلا بیٹھا رہنا علامت دیوبندی کی ہے۔ من تشبه بقوم فهو منهم لہٰذا اس سے بچنا چاہیئے۔ نیز شامی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی جائز یا مستحب کام سے بلا وجہ لوگ روکیں تو اس کو ضرور کرے۔ آج ہندوستان میں ہندو قربانی گائے سے روکتے ہیں خاص گائے کی قربانی واجب نہیں۔ مگر مسلمانوں نے اپنا خون بہا کر اس کو جاری رکھا۔ اسی طرح محفل میلاد و قیام وغیرہ ہے۔ فقہاء کے نزدیک زنار باندھنا اور ہندوؤں کی سی چوٹی سر پر رکھنا۔ قرآن پاک نجاست میں ڈالنا کفر ہے کیونکہ یہ کفار مذہبی کی علامت ہے۔

ضروری نوٹ: یہ سوال نمبر ۳۔ ا اکثر دیوبندی کیا کرتے ہیں کہ فاتحہ، عرس و میلاد وغیرہ سب کو اس وجہ سے حرام بتاتے ہیں یہ بھی کہتے ہیں کہ تم نے خود سنی ہونے کی علامت ایجاد کر لی ہے حدیث و قرآن میں یہ علامات نہیں ہیں سب جگہ کے لئے یہ ہی جواب دیا جاوے بہت ہی مفید ہوگا انشاءاللہ۔

اعتراض ۴: کسی کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا منع ہے مشکوٰۃ باب القیام میں ہے:

و کانوا اذا راوا لم یقوموا لما یعلمون من کراھیتہٖ لذٰلکo

ترجمہ: صحابہ کرام جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھتے تو کھڑے نہ ہوتے تھے کیونکہ جانتے تھے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ ناپسند ہے۔

مشکوٰۃ اسی باب میں ہے:

من سرہ ان یتمثل لہ الرجال قیاما فلیتوء مقعدہ من النارo

ترجمہ: جس کو پسند ہو کہ لوگ اس کے سامنے کھڑے رہیں وہ اپنی جگہ دوزخ میں ڈھونڈے۔

مشکوٰۃ باب القیام میں ہے:

لا تقوموا کما تقوم الا عاجمo

ترجمہ: عجمی لوگوں کی طرح نہ کھڑے ہوا کرو۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ زندگی میں بھی اگر کوئی بڑا آدمی آوے تو اس کی تعظیم کے لئے نہ کھڑا ہو۔ میلاد شریف میں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آتے بھی نہیں۔ پھر تعظیمی قیام کیونکر جائز ہوسکتا ہے؟

جواب: ان احادیث میں مطلق قیام سے منع نہیں فرمایا گیا۔ ورنہ پہلے باب میں ہم نے جو احادیث اور اقوال فقہاء نقل کئے، اس کے خلاف ہوگا بلکہ حسب ذیل امور سے ممانعت ہے: اپنے لئے قیام چاہنا، لوگوں کا دست بستہ سامنے کھڑا رہنا اور پیشوا کا درمیان میں بیٹھا رہنا۔ ہم نے بھی لکھا ہے کہ اس قسم کے دونوں قیام منع ہیں۔ پہلی حدیث کے ماتحت اشعۃ اللمعات میں ہے:

وحاصل آنکہ قیام و ترک قیام بحسب زمان و احوال و اشخاص مختلف گرد دو ازیں جا است کہ گاھے کردند گا ھے نہ کردند۔

ترجمہ: خلاصہ یہ ہے کہ قیام تعظیمی کرنا اور نہ کرنا زمانہ اور حالات اور اشخاص کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہے اسی طرح صحابہ کرام نے کبھی تو حضور کے لئے قیام کیا اور کبھی نہ کیا۔

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام کبھی تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تشریف آوری پر کھڑے ہو جاتے تھے اور کبھی نہیں۔ نہیں کا تو ذکر یہاں کیا اور کھڑے ہونے کا ذکر پہلے ہو چکا اور آپ کا قیام سے کراہت فرمانا تواضعاً وانکساراً تھا۔ لہٰذا اس جگہ

ہمیشہ کھڑے ہونے کی نفی ہے مطلقاً کی نہیں۔دوسری اور تیسری حدیث کے ماتحت اشعۃ اللمعات میں ہے:

قیام مکروہ بعینه نیست بلکه مکروه محبت قیام است اگروے محبت قیام نه دارد قیام برائے وے مکروه نیست قاضی عیاض مالکی گفته که قیام منهی درحق کسے است که نشته باشدوایستاده باشند پیش وے و درقیام تعظیم برائے اهل دنیا بجهت دنیائے ایشاں و عیدوارد شد و مکروه است ۔

ترجمہ: خود قیام مکروہ نہیں بلکہ قیام چاہنا مکروہ ہے اگر وہ قیام نہ چاہتا ہو تو اس کے لئے مکروہ نہیں ہے۔قاضی عیاض نے فرمایا کہ قیام اس کے لئے منع ہے جو کہ خود تو بیٹھا ہو اور لوگ کھڑے ہوں اور دنیاداروں کے لئے قیام تعظیمی میں وعید آئی ہے اور وہ مکروہ ہے۔

اسی طرح حاشیہ مشکوٰۃ کتاب الجہاد،باب حکم الاسرار،زیر حدیث: قوموق الیٰ سید کم میں ہے:

قال النووی فیه اکرام اهل الفضل و تلقیهم و القیام لهم اذ اقبلوا واحتج به الجمهور وقال القاضی عیاض لیس هٰذا من القیام المنهی عنه و انما ذٰلك فیمن یقومون علیه وهو جالس و یتمثلون له قیاما طول جلوسهٖ ٥

ترجمہ: نووی نے فرمایا کہ اس سے بزرگوں کی تعظیم ان سے ملنا،ان کے لئے کھڑا ہونا ثابت ہے جمہور علماء نے اس سے دلیل پکڑی ہے اور قاضی عیاض مالکی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ یہ قیام ممنوع قیاموں میں سے نہیں۔ممانعت جب ہے کہ لوگ اس کے سامنے کھڑے ہوں اور وہ بیٹھا ہو اور لوگ اس کے بیٹھے رہنے تک کھڑے رہیں۔

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ دونوں حدیثوں میں خاص خاص قیام سے ممانعت ہے اور محفل میلاد کا قیام ان میں سے نہیں۔نیز اگر تعظیمی قیام منع ہے تو علمائے دیوبند وغیرہ کے آنے پر لوگ سروقد کھڑے ہوجاتے ہیں وہ کیوں جائز ہے؟